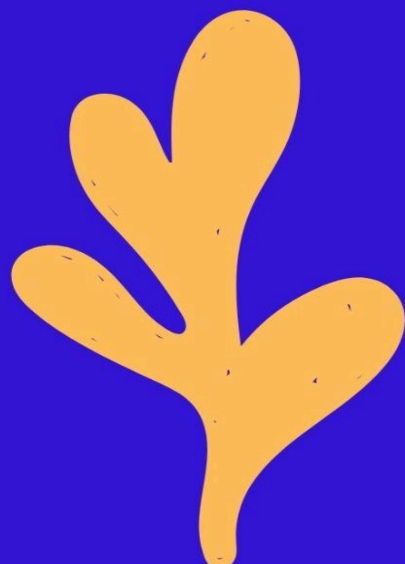
پاکستان کے معاشی
مسائل کی جڑیں کہاں
تک پھیلی ہوئ ہیں ؟



ابو حیان سعید

پاکستان کے معاشی مسائل کی جڑیں کہاں تک پھیلی ھوئ ہیں ؟

ابو حیان سعید

آج 18 جنوری 2026 ھے اور میں جن الفاظ سے ابتدا کروں گا ان ھی الفاظ پر اختتام کروں گا ۔آئیے
شروع کرتا ھوں ۔۔

” پاکستان کی مثال بازار میں کھڑے اس برف فروش کی طرح ھے جسکی برف تیز گرمی کی وجہ سے پگھلتی جا رھی ھے اور خریدار نہی ھیں “ ۔

سب سے پہلے تو یہ طے ھونا چاہیئے کہ پاکستان کے معاشی مسائل کی اصل جڑ یں کہاں تک پھیلی ھوئ ھیں !
پاکستان میں پارلیمانی نظام حکومت کو کئ عشروں سے انتہائ درجے کی ناکامی کے باوجود قائم رکھا جا رھا ھے ۔ یہ پارلیمانی نظام کچھ کیئے بغیر سالانہ چار ارب ڈالر ڈکار لیئے بغیر ھضم کر جاتا ھے، دوسری طرف ھمارے نصف درجن سے زائد آرمی چیفس سعودیوں اور یو اے ای کے حکمرانوں کے سامنے ھر سال ایک ایک ارب ڈالر کے لیئے بھیک مانگتے نظر آتے رھے ھیں ۔
آخر یہ پارلیمانی نظام عوام کو دے کیا رھا ھے ؟ ن لیگ اور پی پی پی کو چھوڑیئے وہ تو عوام کا خون پینے والی ڈائن جماعتیں ھیں لیکن پی ٹی آئ اور عمران خان کے لیئے تو پاکستانی ملٹری اسٹیبلشمنٹ نے برسوں سخت محنت کی تھی اور بھانت بھانت کے ماھرین معیشت عمران خان کی گود میں لا بٹھائے تھے جتنی محنت جنرل باجوہ اور جنرل فیض حمید نے عمران خان کو وزیراعظم بنوانے اور حکومت چلانے کی تگ و دو کی اتنی تو وہ اگر کسی گدھے کے لیئے بھی کرتے تو وہ بھی کچھ نہ کچھ نتائج دے جاتا ۔ ساڑھے تین سال سے زیادہ ایسا اقتدار جس کو آرمی چیف جنرل باجوہ اور ڈی جی آئ

جنرل فیض حمید اپنا اپنا پورا پورا زور لگا کر عمران خان کی جھولی میں ڈالتے رھے پھر بھی وہ ککھ بھی ڈیلیؤر نہ کر سکے ۔
عمران خان کے اقتدار نے دو بچے جنے ایک بچہ عثمان بزدار دوسری بچی فرح گوگی تھی جن کی وارداتوں کا صرف دس فیصد ھی سامنے آیا ھے جو انتہائ ھوشربا ھے ۔ وہ تو جنرل باجوہ ھر سال دو تین ارب ڈالر مانگ تانگ کر مڈل ایسٹ سے لے آتے تھے جو گزارا ھو جاتا تھا باقی کام قرضے لے لے کر چلایا جاتا تھا کچھ ایف بی آر جمع کر لیتا تھا ۔ جتنا ایف بی آر جمع کرتا رھا ھے اس سے زیادہ ایف بی آر کے چپراسیوں، کلرکوں، آئ ٹی اوز ، رنگ برنگے کسٹم اپریزروں اور کلیکٹرز وغیرہ کی جیبوں میں چلا جاتا ھے۔
پاکستان کو ھر سال تقریبا چار سے پانچ ارب ڈالر کے لیئے عربوں ، چینیؤں اور آئ ایم ایف کے سامنے ہاتھ پھیلانے پڑتے ھیں اور یہ عمل ھر آرمی چیف کو دھرانا پڑتا ھے ۔

ٹیکس نظام اتنا ظالمانہ ھے کہ بڑے بڑے تاجر و صعنتکار ٹیکس چوری کرتے ھیں جس سے ایف بی آر اہلکاروں کی چاندی ھوتی چلی آ رھی ھے اور ہزاروں ارب روپے سالانہ سرکاری خزانے کی بجائے ایف بی آر اہلکاروں کی جیب میں چلے جاتے ھیں۔ بجلی اتنی مہنگی ھے کہ صعنت کاروں کے لیئے ایکسپورٹس کے لیئے چین اور بھارت تو چھوڑیئے بنگلہ دیش ، کمبوڈیا اور سری لنکا کا مقبلہ کرنا ممکن نہی رھا وہ تو شکر ادا کریں یورپ و امریکہ کا کہ پاکستان کے لیئے بھی کوٹہ مقرر کر رکھا ھے ورنہ ھماری ایکسپورٹس بہت کم ھو جائیں ۔ ھزاروں ارب روپے کی ایف بی آر اہلکاروں کی اوپر کی کمائ درجن بھر انٹیل ایجنسیوں کے باوجود جاری و ساری رہتی ھے ۔ حکومتوں کی تو ٹیکس پالیسیز زیرو ھیں جو کالے انگریز بیوروکریسی میں عشروں سے براجمان ھیں وہ ھی ایسی پالیسیز بناتے چلے آ رھے ھیں جن میں کھانچوں کی بڑی گنجائش ہوتی ھے۔ ن لیگ اور پی پی پی کو رھنے ھی دیں کہ ان کا موٹو ھی لوٹو اور پھوٹو رھا ھے مسیحائے اعظم عمران خان کے اسد عمر جیسے غبی اور شوکت ترین جیسے ناکام بینکر جن سے اپنا بینک نہی چلتا تھا وہ

وزرا خزانہ بنائۓ جاتے رھے اس کے علاوہ عبدالحفیظ شیخ جیسے چلے ھوئے ٹھس پھس کارتوس جنکی تیس سالوں میں مختلف حکومتوں کےلیئے بنائی گئ کوئ ایک بھی پالیسی کامیاب ثابت نہی ھوئ عمران خان کی حکومت میں وزیر خزانہ بنائۓ جاتے رھے ۔

ایک زرعی ملک ھونے کے باوجود ھر سال اربوں ڈالر (پانچ سے چھ ارب ڈالر) کی زرعی اجناس امپورٹ کی جاتی رھی ھیں جس سے قیمتی زرمبادلہ باھر چلا جاتا ھے ۔ عشروں سے کسی بھی حکومت کی زرعی پالیسی کا کوئ وجود نہی ھے۔
اب میں قومی سرمائۓ کی بربادی کی داستان سناتا ھوں۔ اس بربادی کا نام این ایف سی ایوارڈ ھے

این ایف سی (NFC) ایوارڈ کے تحت وفاقی حکومت کے قابلِ تقسیم محصولات (Divisible Pool) میں سے صوبوں کو مجموعی طور پر **57.5 فیصد** حصہ دیا جاتا ہے، جبکہ وفاق اپنے پاس 42.5 فیصد رکھتا ہے۔

مالی سال **2025-2026** کے بجٹ تخمینوں کے مطابق صوبوں کے حصے کی تفصیل درج ذیل ہے:

صوبوں کا فیصد حصہ اور رقم (بجٹ 2025-2026)

مجموعی طور پر صوبوں کو **8,205 ارب روپے** منتقل کیے جانے کا ہدف ہے:

پنجاب: اس کا حصہ **51.74%** ہے اور اسے تقریباً **4,760 ارب روپے** ملنے کا تخمینہ ہے۔

سندھ: اس کا حصہ **24.55%** ہے اور اسے تقریباً **2,430 ارب روپے** ملنے کا تخمینہ ہے۔

خیبر پختونخوا: اس کا بنیادی حصہ **14.62%** ہے، تاہم دہشت گردی کے خلاف جنگ کے اخراجات کے لیے اسے مجموعی فنڈز میں سے اضافی **1%** بھی دیا جاتا ہے۔ اس طرح اسے کل **1,342 ارب روپے** ملنے کا تخمینہ ہے۔

بلوچستان: اس کا حصہ **9.09%** ہے اور اسے تقریباً **743 ارب روپے** ملنے کا تخمینہ ہے۔

اس قدر بڑی رقومات صوبوں میں برباد ہوتی چلی آ رھی ھیں اگر ھم گذشتہ دس سالوں کا حساب لگائیں تو پنجاب کو دس سالوں میں 35,000 ھزار ارب روپے ، سندھ کو 20,000 ھزار ارب روپے ، کے پی کے کو 10,000ھزار ارب روپے اور بلوچستان کو 5,500 ھزار ارب روپے ملے ۔ اب ان 70,000 ھزار ارب روپے سے ان صوبوں میں کیا کام ھوا ؟
اسکول کالج یونیورسٹیز اسپتال پرائیوٹ سیکٹر بنا رھا ھے یا مخیر افراد کے چندوں سے بنائے جا رھے ھیں ، سرکاری یونیورسٹیز طلبا سے بھاری فیسیں لے لے کر چلائ جا رھی ھیں،سڑکوں اور نکاسی آب کا حال موئن جو دڑو اور ھڑپہ کو شرما رھے ھیں ۔ کراچی میں گردوں کا اسپتال بزنس گروپس کے بھاری چندوں سے چل رھا ھے ، کراچی کا دل کی بیماریوں کا سب سے بڑا اسپتال عوام سے فیس لے کر چل رھا ھے ، پنجاب میں اس سے بھی برا حال ھے، ٹرسٹ کے اسپتال کام کر رھے ھیں سرکاری اسپتالوں کا برا حال ھے پنجاب کے بڑے سرکاری تعلیمی ادارے طلبا کی فیسوں پر چل رھے ھیں ۔صوبائ حکومتوں کے پاس بے تحاشہ پیسے ھیں ابھی حال ھی میں پنجاب کی وزیر اعلی نے ملاؤں کو خریدنے کے لیئے پنجاب میں 65000 ملاؤں کے لئے دس دس ھزار روپے ماھانہ وظیفے کا اعلان کیا ھے ظاھر ھے اربوں کھربوں روپے فالتو ھیں تو ھی یہ معاملات ھو رھے ھیں ۔ پنجاب میں وزیر اعلی نے کئ ارب روپے اپنی تشہیر پر لگائے ، سندھ کے سینئر وزیر شرجیل

میمن نے دعوی کیا ھے کہ انکی موجودہ صوبائ حکومت نے کئ ھزار ترقیاتی منصوبے مکمل کیئے۔ یہ ترقیاتی منصوبے کسی اور سیارے پر مکمل کیئے گئے ھوں گے سندھ کا دامن ایسے جنتی ترقیاتی کاموں سے پاک ھے ۔ ھر صوبائ حکومت ھر سال اربوں روپے کی گاڑیاں سرکاری افسران کے لیئے خرید رھی ھے جو کوئ کام نہی کرتے ۔

ایسی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ھیں کہ کے پی کے اور بلوچستان کا دامن بھی ترقیاتی کاموں سے فارغ ھے ۔

پاکستان میں 171 اضلاع ھیں چند ایک کے علاوہ باقی اضلاع موئن جو دڑو، ھڑپہ کے کھنڈرات سے بھی بد تر حالت میں ھیں اور انکے نام پر صوبائ حکومتیں ھزاروں ارب روپے ڈکار جاتی ھیں ۔

گذشتہ دس سالوں میں سندھ کو ملنے والے بیس ھزار ارب روپے میں سے پاکستان کے سب سے زیادہ ٹیکس دینے والے شہر کراچی کو بہ مشکل سو ارب روپے ہی ملے ھوں گے تو آپ سوچتے ھوں گے کہ پی پی کی حکومتوں نے باقی پیسے کراچی کے علاوہ باقی سندھ پر لگائے ھوں گے تو جواب نفی میں ھے سوائے نواب شاہ شہر میں دو چار سڑکیں بنی ھیں کہ وہ صدر زرداری کا آبائ شہر ھے ورنہ باقی پورا سندھ ٹن ٹن گوپال کی مالا جپتا ھے۔ پورا سندھ کھنڈر بنا ھوا ھے وہ تو شکر ھے بھارتیوں کو سندھ میں انفرا اسٹرکچر کی تباھی کاعلم نہی تھا ورنہ وہ دعوی کر دیتے کہ مئ 2025 میں بھارتی بمباری نے سندھ کو کھنڈر بنا دیا ۔

سوال یہ ھے کہ آخر اتنا پیسہ جاتا کہاں ھے ؟ کاغذی اسکیموں کی بھرمار ھے اگر چارلس پونزی زندہ ھوتا تو پنجاب اور سندھ کی حکومتوں کا مرید ھو جاتا ۔ایک ایک کلومیٹر کی سڑک بنانے پر دو دو ارب روپے کا خرچہ دکھایا جاتا ھے سڑک کے نام پر موٹی روڑی پر بجری ڈال دی جاتی ھے اگر کوئ شہری علاقہ ھو تو تارکول کا چھڑکاؤ بھی ھو جاتا ھے ۔ دیہی علاقوں میں اسکول کے دو کمرے اور ایک باتھ روم بنانے پر چھ چھ کروڑ روپے کا خرچہ کاغذوں میں دکھایا جاتا ھے اور یہ اسکول مریخ پر پایا جاتا ھے ۔ سرکاری

اسپتالوں کی اپ گریڈیشن کے نام پر اربوں روپے ڈکار لیئے جاتے ھیں ۔ ھر سال کئ کئ بار حکومتی اراکین کے درجنوں غیر ملکی دورے کھبی عمرے و حج کے نام پر تو کھبی یورپ کے ترقیاتی منصوبوں کے مطالعاتی دوروں کے نام پر تو کھبی ٹریڈ ڈویلپمنٹ کے نام پر ھوتے ھیں جن سے ایک ڈالر کی آمدنی نہی ھوتی ۔

گذشتہ دو سالوں یعنی 2024-2025 میں بلاول بھٹو زرداری نے اپنے دوستوں کے ھمراہ یورپ و امریکہ کے درجنوں دورے کیئے جن کا کوئ مثبت نتیجہ نہی نکلا اور کئ ارب روپے خرچ ھوئے ، وزیر اعلی پنجاب مریم نواز گزشتہ سال کئ کئ بار اپنے ساتھیوں کے ھمراہ عمرے کرنے جاتیں ھیں سرکاری خزانے سے اربوں روپے خرچ کرتی ھیں پھر بھی انکی پیشیاں ھی ختم نہی ھوتیں ۔اسکے علاوہ وزیر اعلی پنجاب مریم نواز نے اپنی خواتین ساتھیوں ، عملے کے ارکان اور ایک پورے فلم یونٹ کے ھمراہ جاپان کا طویل دورہ کیا جس کے فوٹو شوٹ پوری دنیا نے دیکھے ، ٹوکیو میں فائیو اسٹار ھوٹلوں میں مہنگے ترین سویٹ اس گینگ کے لیئے پورے ایک ھفتے بک رھے مہنگے ترین کھانے کھائے جا رھے تھے، شاندار لیموزین گاڑیاں مختص تھیں۔ اس تفریحی دورے پر کئ ارب روپے خرچ ھوئے ۔ پنجاب حکومت کی ترجمان خاتون وزیر اطلاعات عظمی بخاری جو اس وفد کا حصہ تھیں اور رنگ برنگے فوٹو سیشن کروا رھی تھیں واپسی پر ایک مضحکہ خیز بیان دے رھی تھیں کہ اس دورے کے تمام اخراجات وزیر اعلی مریم نواز کے ذاتی اکاؤنٹ سے ادا کیئے گئے۔ الیکشن 2024 میں جمع کرائے گئے مریم نواز کے گوشواروں میں تو نقد رقم چند لاکھ روپے ظاھر کی گئ تھی یہ اربوں روپے کہاں سے آئے ؟ جب یہ سوال اٹھا تو وزیر اعلی مریم نواز نے عظمی بخاری کو اچھی خاصی جھاڑ پلائ کہ اگر آزاد الیکشن کمیشن ھوتا تو اس پر مجھے تا عمر نا اھل قرار دے دیتا ۔

سندھ حکومت کے اکثر وزرا اپنے اپنے اھل خانہ اور بچوں کے دوستوں کے ھمراہ بیرون ملک دوروں پر آتے جاتے رھتے ھیں اور سندھ حکومت کا ترجمان کہتا ھے کہ وزیر ٹرانسپورٹ برطانیہ کے مطالعاتی دورے پر روانہ

ہو گئے جہاں وہ انڈر گراونڈ ریلوے نظام پر بریفنگ لیں گے یا وزیر سیاحت سوئٹزر لینڈ کے دورے کے دوران سیاحت کو فروغ دینے کی کانفرنس میں شرکت کریں گے۔ اس قسم کے تماشے عشروں سے جاری ھیں اور قوم کا خون نچوڑ نچوڑ کر نت نئے ٹیکسوں کی بھرمار سے جمع کیا جانے والا پیسہ بے دردی سے حکمرانوں کی عیاشیوں پر ضائع کیا جا رہا ھے ، اکثر دوستوں کو 2010 میں آنے والا سیلاب یاد نہی ھوگا جس نے پورے ملک میں تباھی مچا دی تھی سندھ بھی شدید متاثر ھوا تھا سیلاب متاثرین کے لیئے بے تحاشہ امدادی رقوم بھی سندھ حکومت کو بھی ملی تھیں جو اربوں روپے تھیں اب ھوا یہ کہ گذشتہ سال 2025 کے اخبارات میں خبریں شائع ھوئیں اور بڑی بڑی تصاویر چھپیں کہ بلاول بھٹو زرداری 2010 کے سیلاب متاثرین میں جھونپڑی نما گھر تقسیم کر رھے ھیں آخر پندرہ سال تک یہ اربوں روپے کس کے پاس رھے اور پھر چند افراد میں تقسیم کیئے گئے جھونپڑی نما گھروں پر اربوں روپے لگ گئے یاد رھے کہ 2008 سے سندھ میں پی پی بلا شرکت غیرے حکومت کر رھی ھے ۔

ریاست عوام سے ٹیکس کیوں جمع کرتی ھے ؟

ریاست عوام سے ٹیکس اس لیئے جمع کرتی ھے کہ یہ جمع شدہ پیسہ قوم کی اجتماعی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے گا ، قوم کے تحفظ اور ملکی سرحدوں کی حفاظت پر مامور افواج پر خرچ کیا جائے گا ، ریاست کا نظم و نسق چلانے والی سول انتظامیہ پر خرچ کیا جائے گا ، عوام کو قانونی تحفظ فراھم کرنے والی عدلیہ پر خرچ کیا جائے گا ۔

بات اپنے موضوع سے دور جا پڑے گی اور بہت طویل ھو جائے گی اس لیئے صرف پاکستان کے معاشی مسائل کے حل تک محدود رہتا ھوں ۔
چونکہ ھمارا سیاسی شعور صرف نعرے بازی تک ھی محدود ھو کر رہ گیا ھے اور ھم بہ حیثیت قوم سیاسی بت پرستی میں مبتلا ھیں کہیں لاڑکانہ میں

دفن بت ھیں تو کہیں جاتی امرا کا قبر میں پاؤں لٹکایا ھوا بت ھے کہیں جیل میں بند 804 والا بت ھے کہیں موٹی توند والا ڈیزلی بت ھے ان سب بتوں نے عوام کو شدید گمراھی میں مبتلا کر رکھا ھے یا عوام خود گمراہ ھونے کے شوقین ھیں یہ ایک طویل مکالمہ کا موضوع ھے جس پر کسی اور دن بات کریں گے ۔

جیسا کہ شروع میں ھی عرض کر چکا ھوں کہ پاکستان کا پارلیمانی نظام ھر سال چار سے پانچ ارب ڈالر کا پڑتا ھے اور حاصل وصول کچھ نہی ھوتا ۔
اسی طرح این ایف سی ایوارڈ جیسا عوام دشمن بندر بانٹ نظام ھزاروں ارب روپے کھا کر نتائج نہی دے رھا تو پارلیمانی نظام اور این ایف سی ایوارڈ جیسے عوام دشمن پیسہ کھاؤ نظام کو ختم کرنے کا وقت آگیا ھے ۔
گائے بھینس بکری اگر چارہ کھاتی ھے تو دودھ دیتی ھے گوبر کو خشک کر کے ایندھن کا کام لیا جاتا ھے گوشت بھی حاصل ھوتا ھے اور نقد آور ھوتے ھیں ، کتے کو اگر بچی کچی ھڈیاں اور چھیچھڑے کھلائے جاتے ھیں تو جواب میں چوکیداری کرتا ھے رات بھر بھونکتا ھے گدھے کو اگر گھاس پھوس اور سبزیوں و پھلوں کے چھلکے کھلائے جاتے ھیں تو دن رات وزن ڈھوتا ھے ، مرغیوں کو ایک وقت دانا ڈالا جاتا ھے تو وہ انڈے دیتی ھیں ۔
صرف پاکستان کا پارلیمانی نظام اور این ایف سی ایوارڈ ایسی ڈائن ھے تو صرف عوام کا خون پیتی ھیں اور اپنا گوبر تک چھپا دیتی ھیں۔

پھر سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ موجودہ پیسہ کھاؤ اور خون چوسنے والے نظام کا متبادل کیا ھے ؟
ابتدائ طور پر قومی اور صوبائ اسمبلیاں ختم کی جائیں اور تمام حکومتوں کو گھر بھیج دیا جائے ۔ اس کے فوری بعد بلدیاتی انتخابات کروا کے ضلعی حکومتیں قائم کی جائیں اور تمام ضلعی حکومتوں کو ضلع کے رقبے اور آبادی کے حساب سے ترقیاتی فنڈز دیئے جائیں ۔ یہ ضلعی حکومتیں چار سال کی مدت کے لیئے ھونگی ۔

پاکستان میں 171 اضلاع ھیں جن میں لاھور جیسا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا ضلع ھے اور تور غر کے پی کے اور ھرنائ بلوچستان جیسےکم آبادی والے اضلاع بھی ھیں ۔
پچاس لاکھ کی آبادی والے ضلع کو 100 ارب روپے کا ترقیاتی فنڈ دیا جاۓ ۔ چھوٹے اضلاع کو ھرایک لاکھ کی آبادی کو دو سے تین ارب کا ترقیاتی فنڈ دیا جاۓ اور بڑے اضلاع میں تین سے چار ارب روپے فی ایک لاکھ آبادی کے لحاظ سے ھوگا۔ وفاق کے لیۓ پچاس رکنی سینٹ کافی ھے تمام قومی اور صوبائ اسمبلیوں کو پچاس سال کے لیۓ بین کر دیا جاۓ ۔ پارلیمانی نظام کے خاتمے کے بعد صدارتی نظام قائم ھوگا صدارت کی مدت دو سال ھوگی ، ضلعی حکومتوں کے سربراہ یا ناظمین یا میئرھر دو سال بعد صدر کے انتخاب کے لیۓ ووٹ دیں گے۔
اس فارمولے کے تحت عوام سے جمع کیۓ گۓ پیسے اجتماعی طور سے عوام پر ھی استعمال ھوں گے
۔
پاکستان جیسے ملک میں کرپشن کو ختم نہی کیا جا سکتا البتہ کنٹرول کیا جا سکتا ھے ۔
تخمینہ لگایا گیا ھے کہ اس ضلعی نظام سے وفاق کو چالیس ھزار ارب روپے یا چودہ ارب ڈالر سا لانہ کی بچت ھوگی اور پورے ملک میں حقیقی ترقیاتی کاموں کی رفتار تیز ھو جاۓ گی اور ھر آرمی چیف ھر سال عربوں ، چینیؤں اور آئ ایم ایف کے سامنے دامن پھیلا کربھیک مانگنے سے بچ جایا کریں گے ۔ اس نظام کے بعد آئ ایم ایف کے پاس جانے کی ضرورت باقی نہی رھے گی
۔

ایک بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیۓ کہ پاکستان میں نۓ صوبے بنانے کا منصوبہ جس عقل سے فارغ بندے نے تیار کیا اس بندے کو پاگل خانے میں داخل کروانا چاہیۓ چاھے وہ فوجی ھو یا غیر فوجی ھو۔ ھم تو ھزاروں ارب روپے کے فضول اخراجات ختم کر کے عوام تک ان کے ٹیکسوں کے پیسے

سے اجتماعی فلاح و بہبود کے حقیقی کاموں کا ثمر پہنچانے کا منصوبہ پیش کر رھے ھیں نا کہ مزید صوبے بنا کر عوام کے پیسوں کی مزید بربادی کے دجالی منصوبوں کا شیطانی پروگرام شروع کیا جائے۔ نئے صوبوں کا پروگرام صرف مافیا نما سیاسی کارٹلز کو سوٹ کرتا ھے ۔

پاکستان میں سب سے بڑے معیشت دان سولہ سال تک وزیر خزانہ و اقتصادی امور رھنے والے حضرت اسحق ڈار کا یہ بیان نظر سے گذرا "معیشت کی سمجھ آتی جارہی ہے۔" (اسحاق ڈار کا تازہ ترین ارشاد)جن سے معیشت نہ چل سکی تو مجبورا ان کو وزیر خارجہ بنا دیا گیا کے اوپر یہ آخری چند لائنیں فٹ بیھٹتی ھیں ---

ایک دیہاتی نے اپنے بیٹے سے پوچھا 8×7 کتنا ہوتا ہے؟
بیٹا بولا : 68
دیہاتی نے بیٹے کو شاباش دی اور انعام میں چاکلیٹ دے دی۔
پاس بیٹھا دوست بولا
8×7 تو 56 ہوتا ہے، تم نے 68 پہ انعام دے دیا؟
دیہاتی ہنس کر بولا, پہلے سے بڑا فرق ہے ،... اے پہلے 92 دسدا سی ❗

" ہم JF-17 طیارے بیچیں گے IMF سے ھماری جان چھوٹ جائے گی اور ھماری معیشت ٹھیک ھو جائے گی ۔ (وزیر دفاع خواجہ آصف کا جنوری 2026 کے پہلے ھفتے کا بیان)۔ پتا نہی اس خواجے جیسے فاتر العقل کو وزیر دفاع کس نے بنا دیا اس خچر وزیر دفاع کو علم ھی نہی کہ ان طیاروں میں لگنے والے RD 93 ma انجن روسی ھیں پہلے یہ انجن روس سے چین منگواتا ھے پھر یہ انجن پاکستان کو ملتے ھیں JF - 17 میں لگنے والے روسی RD 93 ma انجن سال میں چالیس سے پینتالیس انجن بن پاتےھیں ، روسی کمپنی تمام انجن ٹیسٹ کر کے چائنا بھیجتی ھے، چائنا بھی انجن ٹیسٹ کر کے پاکستان بھیجتا ھے ۔ ایک طیارہ بنانے اور ٹیسٹ کرنے میں تین سے

چار ماہ لگ جاتے ھیں ، JF -17 بلاک III کی ایکسپورٹ پرائس تمام ساز و سامان کے ساتھ 40 ملین ڈالر ھے، تیاری میں 25 ملین ڈالرکا خرچہ آتا ھے ، ایکسپورٹ کی صورت میں چین کو 3 ملین ڈالر فی طیارہ رائلٹی دینی ھوگی تو پاکستان کو بچت بہ مشکل10 سے 12 ملین ڈالر فی طیارہ ھوگی یعنی اگر روس ، چین اور پاکستان دو سے تین سالوں میں دن رات کام کر کے 100 طیارے تیار کرکے ایکسپورٹ کر پائے تو پاکستان کو ایک ارب ڈالر کی آمدنی ھوگی وہ بھی دو سے تین سالوں میں اس شرط پر کہ روس اتنی بڑی تعداد میں انجن تیار کرکے با قائدگی سے دیتا رھے !
تو اس تین چار سو ملین ڈالر سالانہ آمدنی سے آئ ایم ایف سے جان کیسے چھوٹے گی ؟ کیونکہ آئ ایم ایف کے آگے حالت رکوع میں ریاست پاکستان بھیک میں ھرسال ڈیڑھ سے دو ارب ڈالر کے لیئے جھولیاں پھیلاتی ھے۔

حرف آخر یہ کہ شیطانی پارلیمانی نظام سے جلد از جلد چھٹکارا اور این ایف سی ایوارڈ کو ختم کیئے بغیر پاکستان کے معاشی مسائل کو حل کرنا ناممکن ھے ۔

پاکستان کی مثال بازار میں کھڑے اس برف فروش کی طرح ھے جسکی برف تیز گرمی کی وجہ سے پگھلتی جا رھی ھے اور خریدار نہی ھیں ۔